باب۔۲۶

گواہی

قرآن: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ۔**

اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت آئے تو وصیت کرتے وقت تمھارے درمیان گواہی کے لیے تم میں سے دو عادل شخص ہوں یا تمھارے غیروں میں سے کوئی دوسرے دو اشخاص ہوں،(المائدہ:۱۰۶)۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ۔

اور گواہی کو نہ چھپایا کرو، اور جو اس کو چھپائے گا تو اس کا دل گناہ گار ہے[دل کا کھوٹا ہے]، (البقرۃ:۲۸۳)۔

حدیث: ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "مسلمان زمین پر اللہ کے گواہ ہیں"۔راوی:انس بن مالکؓ۔(صحیح بخاری:۲۴۶۷،۲۴۶۸)۔

آنحضرتؐ کا فرمانا ہے کہ تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانے میں ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔ اور پھر اس کے بعد والے۔ مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ آپؐ نے صرف دو نسل کے لیے فرمایا تھا یا تین نسل کے لیے، لیکن فرمایا، "تمھارے بعد ایسی قوم پیدا ہوگی جو خیانت کرے گی۔ اس میں امانت نہیں ہوگی۔ وہ گواہی دیں گے جب کہ انھیں گواہ نہ بنایا جائے گا۔ وہ نذر مانیں گے لیکن اسے پوری نہیں کریں گے۔ ان میں موٹاپا ظاہر ہو جائے گا"۔راویان:عمران بن حصینؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ۔(صحیح بخاری:۲۴۷۶،۲۴۷۷)۔

گناہ کبیرہ سے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا، "شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا ،قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا ،کبائر میں سے ہیں"۔ راویان:انسؓ،عبدالرحمن بن ابی بکرہؓ۔(صحیح بخاری: ۲۴۷۸،۲۴۷۹)۔

Siddiqui Publications

اہم فقہی پہلو:

- گواہی دینا، بعض اوقات فرض، بعض مرتبہ مکروہ اور کبھی حرام ہو جاتا ہے۔ جیسے کسی کے متعلق علم ہو اور مدعی اس کو گواہی کے لیے دعوت دے تو گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مدعی کو معلوم نہ ہو کہ آپ واقعہ کے گواہ ہیں اور وہ نہ بلائے لیکن آپ کو یہ احساس ہو جائے کہ مدعی اپنے حق سے محروم ہو سکتا ہے تب بھی آپ کا گواہی دینا لازم ہو جاتا ہے۔ نبی مکرمؐ کا فرمانا ہے کہ "بہترین گواہ وہ ہے جو بلانے سے قبل حاضر ہو"، [صحیح مسلم]۔ اگر مدعی کو یہ معلوم ہو کہ آپ واقعہ کے گواہ ہیں لیکن وہ آپ کو گواہی کے لیے نہیں بلاتا تو ایسی صورت میں گواہی دینا مکروہ ہے۔ اور جھوٹی گواہی دینا تو بالکل حرام ہے۔
- معیارِ شہادت کیا ہے؟ گواہ کتنے ہوں؟ اور کیسے ہوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ معاملہ جتنا اہم ہو گا اتنا ہی معیارِ شہادت قوی ہو گا، [دیکھیں حاصلاتِ تفسیر صدیقی۔ باب ۴۵]، مثلاً: (۱) ایسے واقعات بیان کرنے کے لیے جو کہ کھلے عام واقع ہوتے ہیں، یا جن کا علم عام لوگوں سے چھپا نہیں رہتا، اتنے گواہوں کی ضرورت ہے کہ سننے والے کو یقین آ جائے۔ جیسے، عام لوگوں کو اس بات سے واقفیت ہے کہ عصر کی نماز میں چار رکعتیں ہیں اور مغرب میں تین۔ لیکن دو چار آدمی مل کر اگر یہ بیان کریں کہ عصر کی تین رکعتیں ہیں اور مغرب کی چار، تو ایسی شہادت قبول نہیں کی جائے گی، (۲) اگر کسی عورت پر زنا کی تہمت لگائی گئی ہے تو اس کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے۔ اس میں چار گواہوں کا ہونا شرط ہے۔ تین گواہوں نے اگر شہادت دی ہو تو اس پر جرم ثابت نہیں قرار پائے گا بلکہ اسے الزام ہی سمجھا جائے گا۔ اور ان الزام لگانے والوں کو سزا دی جائے گی، (۳) حدود میں دو گواہوں کی شرط ہے، مگر وہ مرد ہوں، (۴) مالی معاملات میں، دو مرد، یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے، (۵) ایسے معاملات جن میں مردوں کی رسائی نہیں، مثلاً ولادت، تو ان میں ایک عورت بہ طور گواہ کافی ہے، (۶) شعبان کی انتیس تاریخ کو اگر ایک بھی معتبر شخص یہ کہہ دے کہ اس نے چاند دیکھ لیا ہے تو سب لوگ دوسرے دن روزہ رکھیں گے۔ جب کہ رمضان کی انتیس کو کوئی یہ کہہ دے کہ چاند ہو گیا ہے تو اسے ہر گز قبول نہ کیا جائے گا، جب تک کہ کافی تعداد اس بات کی گواہی نہ دے دے۔

Siddiqui Publications